مختصر احوال وارشادات

حضرت قبلہ الشاہ رفیق الاولیا

خواجہ محمد رفیق سہیل افتخاری رؤفی شکوری

قدس اللہ سرہ العزیز

قادری سہروردی چشتی ابوالعلائی جہانگیری

برہان احمد رفیقی شکوری

ذکرِ رفیق الاولیا

یعنی

مختصر احوال وارشادات

حضرت خواجہ محمد رفیق سہیل شاہ

سہروردی قادری جہانگیری شکوری افتخاری

برہان امیر رفیقی شکوری

درگاہِ رفیق الاولیاء والعارفین، چیچہ وطنی

نام کتاب: ذکرِ رفیق الاولیا
مصنف: برہان امیر رفیقی شکوری (پ: ۱۹/۱ اکتوبر ۱۹۸۹ء)
صفحات: ۴۰
تعداد: ۳۰۰
سرورق: حسیب احمد محبوبی
طبع اول: اکتوبر ۲۰۱۹ء
ناشر: درگاہِ رفیق الاولیاء والعارفین، چیچہ وطنی
طابع: گلزار پرنٹنگ پوائنٹ، ملتان شریف
قیمت: ۸۰ روپے

دست یابی کا پتا:
درگاہِ رفیق الاولیاء والعارفین
بلاک نمبر ۱۴، گلی نمبر ۴، چیچہ وطنی، ضلع: ساہی وال، پاکستان
صوتی رابطہ: +92-307-6980987
برقی پتا: burhanshakoori@gmail.com

روضهء خلدِ برین خلوتِ درویشان ست
مایۂ محتشمی خدمتِ درویشان ست
انچہ زر می شود از پر تو آن قلبِ سیاہ
کیمیائیست کہ در صحبتِ درویشان ست
(حافظ شیرازی)*

"اہل اللہ کا گوشۂ تنہائی بہشت ہے۔ اور ان کی خدمت کرنا جاہ وجلال کا سرمایہ ہے۔ جس سے کھوٹا سکہ (سیاہ دل) خالص سونا بن جاتا ہے۔ [یہ] وہ کیمیا ہے جو درویشوں کی صحبت سے حاصل ہوتی ہے۔"

---

* دیوانِ حافظ، مترجم، خواجہ عباد اللہ اختر، لاہور، الوقار پبلی کیشنز، ۲۰۰۰ء، ص ۳-۴

فہرست

پیش لفظ

ہر محبّ کی خواہش ہوتی ہے کہ ساری دنیا میں اس کے محبوب کے چرچے ہوں۔ وہ دنیا بھر کو بتائے کہ اس کا محبوب کیسا ہے، کتنا حسین ہے، نرالا ہے اور کیسا نادرالوجود ہے۔ ہر شیخ اپنے مرید کا محبوب ہوتا ہے اور اسی بنا پر مرید کی یہ فطری خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنے شیخ کے نام اور پیغام کو گلی گلی پہنچائے۔

ے دیواں یار دا ہوکا گلی گلی

چوں کہ میرا اپنے شیخ سے روحانی تعلق کے علاوہ خونی رشتا بھی ہے، آپ میرے دادا تھے، اس لیے یہ خواہش زیادہ شدید رنگ لیے ہوئے ہے۔ سو آپ کی ظاہری حیاتِ مبارکہ میں ہی آپ کے مریدین، متوسلین اور وابستگان سے احوال و روایات کی جمع آوری کا سلسلہ شروع کر رکھا تھا۔ ارادہ تھا کہ ایک مکمل سوانح عمری ترتیب دے کر شایع کی جائے۔ اسی دوران پپلی شریف (ضلع وہاڑی) حاضری کے دوران صاحب زادہ عبدالرزاق افتخاری صاحب نے گفت گو فرماتے ہوئے تجویز پیش کی کہ ابتدائی طور پر ایک مختصر کتاب خواجہ صاحب کے احوال پہ ترتیب دیں اور ان کے پہلے سالانہ عرس کے موقع پر شایع کریں۔ اس سے اب تک کیا گیا کام بھی کتابی شکل میں محفوظ ہو جائے گا۔ پس اسی وقت اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کا ارادہ باندھا کیوں کہ بابا جی نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں اپنے بچپن، خاندان، ہجرت، ملازمت اور دیگر کئی اہم احوال و واقعات قلم بند کروا دیے تھے نیز آپ کے کئی وابستگان بھی روایات تحریراً اور سماعتاً جمع کرا چکے تھے، سو اس قدر لوازمہ جمع ہو چکا تھا جسے مختصر کتاب کی شکل دے کر شایع کیا جا سکتا تھا۔

کتاب کی اشاعت کے حقیقی مقصد کی ترجمانی حافظؔ شیرازی کے اس شعر سے بہتر ممکن نہیں۔

ے آنان کہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشۂ چشمی بہ ما کنند

ترجمہ: وہ جو اپنی نظر سے مٹی کو سونا بنا دیتے ہیں کاش ایسا ہو کہ گوشۂ چشم سے ہم پر بھی ایک نظر کرم فرما دیں۔

مزید اس کی اشاعت کا ایک اہم مقصد یہ بھی ہے کہ اس سے باباجی کے وابستگان کے ذوق وشوق کو مزید تحریک ملے اور وہ باباجی کے احوال وواقعات کی جمع آوری میں مستعد ہو جائیں تاکہ مکمل سوانح عمری کا کام پایۂ تکمیل تک پہنچ جائے۔

کتاب کو پانچ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ بابِ اول میں خاندانی احوال، بابِ دوم میں روحانی احوال، بابِ سوم میں شخصیت/ سیرت پاک کے احوال، بابِ چہارم میں احوالِ رحلت اور بابِ پنجم میں شجراتِ طیبات دیے گئے ہیں۔ چوں کہ یہ مکمل سوانح عمری نہیں ہے اس لیے اس میں اختصار سے کام لیا گیا ہے۔ بعض واقعات کی تفصیل درج نہیں کی گئی صرف بنیادی معلومات فراہم کر دی گئی ہیں جب کہ تفصیل مکمل سوانح عمری میں شامل کی جائے گی۔

آخر میں صاحب زادہ عبدالرزاق افتخاری صاحب کا شکریہ کہ انھوں نے اس کتاب کی تیاری کے لیے توجہ دلائی۔ استاذی حسن نواز شاہ صاحب کا شکریہ کہ انھوں نے کتاب کے متن کی درستی وترتیب میں رہ نمائی فرمائی۔ برادرم حسیب احمد محبوبی صاحب کا خصوصا شکریہ کہ انھوں نے کتاب کا سرورق تیار کیا، کمپوزنگ میں مدد فراہم کیا اور کتاب کی مشینی ترتیب دی۔ اس کے علاوہ ان تمام احباب کا شکر گزار ہوں جنھوں نے کتاب کی اشاعت میں مالی تعاون فراہم کیا۔

اللہ تعالی آپ سب پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین

برہان امیر رفیقی شکوری

درگاہِ رفیق الاولیاء والعارفین، چیچہ وطنی

۲۸/ اگست ۲۰۱۹ء/ ۲۶ ذی الحجہ ۱۴۴۰ھ

بابِ اول

احوالِ خاندانی

☆ ولادت/جائے ولادت

☆ والدین/بہن بھائی

☆ تعلیم

☆ ہجرت

☆ ملازمت

☆ شادی/اولاد

ولادت/جائے ولادت:

حضرت خواجہ محمد رفیق سہیل شاہؒ (اس کے بعد: باباجی) ۱۵/اپریل ۱۹۳۵ء/۱۱/محرم الحرام ۱۳۵۴ھ، بہ روز پیر چودھری جمال دین صاحب (م:۱۹۴۹ء) کے ہاں پیدا ہوئے۔آپ کی جائے ولادت مشرقی پنجاب کا ضلع موگا ہے۔آپ کی پیدایش کے وقت موگا شہر ضلع فیروز پور کی تحصیل تھا جسے بعد ازاں ۲۴/نومبر ۱۹۹۵ء کو ضلع کا درجہ دیا گیا۔آپ کا تعلق جاٹ قبیلے کی ایک معروف شاخ گل برادری سے تھا۔

والدین/بہن بھائی:

آپ کے والدگرامی چودھری جمال دینؒ نہایت متقی، پرہیزگار، درویش صفت اور صاحبِ نسبت بزرگ تھے۔آپ کا پیشہ زمینداری تھا۔اپنی برادری میں آپ کی حیثیت ایک سردار کی سی تھی۔ برادری کے سبھی لوگ مختلف معاملات میں آپ سے فیصلے کرایا کرتے نیز بچوں کی شادی وغیرہ کے لیے بھی آپ سے مشاورت کی جاتی اور آپ کے مشورے اور رائے کو اہمیت دی جاتی۔ آپ سخی اور حلیم الطبع تھے۔ ہر ضرورت مند کی ضرورت پوری کرنے کی کوشش کیا کرتے تھے۔قیامِ پاکستان کے بعد آپ کے اکثر عزیز جن کا کوئی کاروبار یا ٹھکانا نہ ہوتا وہ آپ کے پاس آکر ٹھہرتے اور آپ تنگی کے باوجود ان کی امداد کرتے۔ ۱۹۴۹ء میں آپ کا وصال ہوگیا۔آپ چیچہ وطنی کے مرکزی قبرستان میں مدفون ہیں۔

آپ کی والدہ محترمہ رحمت بی بیؒ صوم وصلوۃ کی پابند، صابر وشاکر اور محنتی خاتون تھیں۔ آپ کے مزاج میں تھوڑی سختی تھی مگر مہربانی لیے ہوئے۔ ۱۹۴۹ء میں شوہر کی وفات کے بعد آپ نے نہایت محنت سے اپنے بچوں کی پرورش کی۔آپ نے ایک بھینس پال رکھی تھی جس کا دودھ بیچ کر گزراوقات کیا کرتیں۔آپ نے تقریباً سو برس کی طویل عمر پائی۔ ۱۸/اکتوبر ۱۹۹۸ء بروز اتوار آپ نے انتقال فرمایا۔آپ چیچہ وطنی کے مرکزی قبرستان میں مدفون ہیں۔

باباجی کے تین بھائی اور دو بہنیں تھیں۔ جن میں سے ایک بھائی محمد اشرف اور ایک بہن قریشاں بی بی صغر سنی میں ہی وفات پا گئے تھے۔آپ کے بڑے بھائی محمد عالم صاحب تھے۔جن کا

۲۲ رستمبر ۲۰۱۳ء کو انتقال ہوا اور بورے والا مدفون ہوئے۔ آپ کی چھوٹی ہم شیر صغری بانو (پ: ۱۹۴۸ء) حیات ہیں اور وہاڑی شہر میں رہائش پذیر ہیں۔

تعلیم:

بابا جی کے والد ماجد آپ سے بہت زیادہ محبت رکھتے تھے وہ آپ کی کوئی بھی بات نہیں ٹالتے تھے۔ آپ کے بڑے بھائی بہ وجوہ زیادہ تعلیم حاصل نہ کر سکے اس لیے آپ کے والد کی شدید خواہش تھی کہ آپ زیادہ سے زیادہ تعلیم حاصل کریں۔ آپ نے کلاس چہارم تک موگا کے مقامی سکول میں تعلیم حاصل کی لیکن اسی دوران تقسیمِ ہند کے سبب آپ کا تعلیم سلسلہ رک گیا۔ پاکستان نقل مکانی کے بعد بابا جی نے این اے سی پرائمری سکول چیچہ وطنی میں داخلہ لیا۔ ۱۹۵۴ء میں این اے سی ہائی سکول چیچہ وطنی (موجودہ نام ایم سی ہائی سکول) سے میٹرک کا امتحان اعزاز کے ساتھ پاس کیا اور ۶۰ روپے سالانہ وظیفہ حاصل کیا۔ بعدازاں گھریلو حالات کے باعث آپ کو ملازمت کرنا پڑی تو تعلیم کا سلسلہ ایک بار پھر موقوف کرنا پڑا۔ بعد میں دورانِ ملازمت آپ نے ۱۹۶۵ء میں سروری اسلامیہ کالج، ہالا (حال ضلع ٹیاری، سندھ) سے انٹرمیڈیٹ کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۷۸ء اور ۱۹۸۰ء کے درمیان کسی سال علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی میں بی اے کا داخلہ بھجوایا مگر ملازمت کی مصروفیات کے باعث امتحان نہ دے سکے۔ ۱۹۸۰ء میں ہی یو اے آر براڈ کاسٹنگ کارپوریشن قاہرہ، مصر کے زیرِ اہتمام Arabic by Radio کا ایک سالہ کورس اعزاز کے ساتھ پاس کیا۔

ہجرت:

قیامِ پاکستان کے بعد بابا جی نے اپنے والدین اور بہن بھائیوں کے ہم راہ ہجرت فرمائی۔ تقسیم اور ہجرت کے واقعات آپ نے اپنی زبانی تحریر کرائے تھے۔ آپ فرماتے ہیں:

> "جب ریڈیو پر تقسیم کا اعلان ہوا تو سکھ بہت مشتعل ہو گئے۔ موگا میں مسلم لیگ کے لیڈر شیخ عنایت صاحب نے اپنے گھر پر پاکستانی رچم لہرا رکھا تھا۔ ہمارے محلے میں سکھوں کی اکثریت تھی۔ جب سکھوں نے پرچم اتارنے اور مسلمانوں کو قتل کرنے کا اعلان کیا تو ہم دوسرے محلے میں، جہاں مسلم اکثریت تھی، منتقل ہو گئے۔ لیکن قتل و غارت میں شدت آتی گئی۔ سو ہمیں موگا

چھوڑنا پڑا۔ ہم وہاں سے ۲۰ میل کے فاصلے پر دوسری جگہ دھرم کوٹ چلے آئے۔ یہاں مسلمانوں کی اکثریت تھی۔ یہاں ہم تقریباً ایک سال رہے۔ اسی دوران سکھوں نے دھرم کوٹ پر حملہ کیا مگر اہلِ دھرم کوٹ نے ان کا خوب مقابلہ کیا اور انھیں ناکام لوٹنا پڑا۔ اس کے بعد ہم دھرم کوٹ سے نور پور چلے گئے۔ یہاں آئے ابھی ایک مہینہ ہی ہوا ہوگا کہ ہمیں پتا چلا کہ ایک بڑا قافلہ کسی بڑی شخصیت کی زیرِ نگرانی مخو (ایک جگہ کا نام) سے روانہ ہونے والا ہے۔ ہم سب لوگ بھی اس قافلے میں شامل ہوگئے۔ یہ بہت بڑا قافلہ تھا اندازا تعداد ایک لاکھ کے قریب ہوگی۔ قافلہ روانہ ہوا راستے میں ہر جگہ لاشیں اور سامان بکھرا پڑا تھا۔ کنویں اور نہریں خون آلود تھیں اور ان میں لاشیں تیرتی پھرتی تھیں۔ پینے کا پانی کہیں دست یاب نہ تھا جب پیاس ناقابلِ برداشت ہوجاتی تو مجبوراً اسی آلودہ پانی کے چند گھونٹ پی لیتے۔ کھانے کے لیے ہمارے پاس بھنی ہوئی گندم اور چنے تھے۔ ابھی تھوڑا فاصلہ ہی طے ہوا تھا کہ سکھوں نے قافلے کو گھیرے میں لے لیا وہ تلاشی کے بہانے چند افراد کو باری باری قافلے سے الگ لے جاتے اور شہید کر دیتے۔ اسی اثنا میں وہاں پاکستانی فوج کے جوان پہنچ گئے جن کی فائرنگ سے سکھ وہاں سے بھاگ گئے۔ فوجی جوانوں کی تعداد دس یا بارہ ہوگی۔ فوجیوں نے قافلے میں موجود سابقہ فوجیوں کو اپنے ساتھ ملا لیا اور قافلے کو اپنی نگرانی میں لے کر ریلوے لائن کے ساتھ ساتھ قصور کی جانب روانہ ہوئے۔ راستے میں بھی سکھ حملہ کرتے مگر پسپا ہو کر بھاگ جاتے۔ حالات کے پیشِ نظر فوجیوں نے قافلے کو کہیں بھی رکنے نہ دیا تمام رات پیدل چلنا پڑا۔ فوجی اور جوان لوگ بوڑھوں اور بیماروں کو سہارا دیتے اور انھیں باری باری ٹرکوں اور بیل گاڑیوں پر سوار کرا دیتے۔ جیسے تیسے گرتے پڑتے ہم صبح کے وقت قصور پہنچ گئے۔ شہر کے باہر ایک بڑے میدان میں کیمپ لگایا گیا تھا۔ یہاں لوگوں نے اپنے کاروبار سجا رکھے تھے۔ ایک روپے کی ایک روٹی

پہنچ رہے تھے گو اندرونِ شہر مخیرّ اور دردِ دل رکھنے والے حضرات خدمت بھی کر رہے تھے۔ یہاں پہنچ کر ایک نئی مشکل آ پہنچی، یہاں ہیضے کی وبا پھیل گئی۔اس صورتِ حال میں ہم بذریعہ ٹرین قصور سے پاک پتن شریف آ گئے۔ ٹرینیں ہر سمت کو جاتی تھیں ، کرایہ کوئی نہ تھا، ایسے میں جس کا جدھر رخ بنتا بغیر کسی منزل کے روانہ ہو جاتا۔ ہم بھی پاک پتن سے لاہور ، وہاں سے ساہی وال ، وہاں سے میاں چنوں اور پھر چیچہ وطنی آ گئے۔ پانچ دس دن میں ہم نے کئی شہر بدلے اس دوران ہم پلیٹ فارم وغیرہ پر ہی سو جایا کرتے۔ چیچہ وطنی میں بہت سے مکانات خالی پڑے ہوئے تھے ایسے ہی ایک مکان میں ہم نے بسیرا کر لیا۔ اس مکان میں بڑے سایز کی کافی پیٹیاں پڑی ہوئی تھیں۔ کچھ روز کے بعد ایک شخص رحمت اللہ حلوائی، جو کہ موگا ہی کا رہنے والا تھا، اور اس کی بیوی آئی اور کہا کہ پردہ کر لیں ہم نے اپنی پیٹیاں اٹھانی ہیں۔چوں کہ ہم اپنا سب کچھ لٹا کر آئے تھے اس لیے مال و اسباب سے ہمیں کوئی دل چسپی نہ تھی حتی کہ ہم نے اتنے دن ان پیٹیوں کو کھول کر نہ دیکھا کہ ان میں آخر ہے کیا۔ سو ہم نے پردہ کرا دیا اور وہ پیٹیاں اٹھا کر لے گئے۔ کچھ روز کے بعد وہ مکان کسی اور کے نام الاٹ ہو گیا، ہمیں ابھی تک کوئی مکان الاٹ نہیں ہوا تھا اس لیے ہم ایک اور خالی مکان میں شفٹ ہو گئے۔ اس مکان میں ایک جگہ سیمنٹ لگا ہوا تھا مجھے تجسس ہوا اور میں نے اسے اکھیڑنے کی کوشش کی تو والدِ محترم نے منع کر دیا کہ کہ یہ کیا شور ہے۔ چند دنوں بعد ہمیں مکان الاٹ ہو گیا اور ہم وہاں شفٹ ہو گئے۔ کچھ عرصے بعد معلوم ہوا کہ سابقہ مکان میں اسی جگہ سے، جسے میں اکھیڑنے کی کوشش کر رہا تھا، کافی سونا برآمد ہوا ہے۔"

ملازمت:

۱۹۴۹ء میں والد کی وفات، ۱۹۵۱ء میں بڑے بھائی کی شادی اور ۱۹۵۲ء میں ان کے الگ ہو جانے کے بعد گھر بار کی تمام تر ذمہ داری آپ کے کاندھوں پر آ گئی۔ ۱۹۵۴ء میں میٹرک کرنے

کے بعد آپ کچھ عرصہ ٹیوشن پڑھاتے رہے۔ ۱۹۵۶ء میں آپ کا پاکستان ریلویز میں بطور کمرشل اسسٹنٹ تقرر ہو گیا۔ آپ کی پہلی تقرری کھوکھر وپار، سندھ میں ہوئی۔

۱۹۵۴ء میں آپ نے زرعی زمین کا کلیم داخل کیا اور ۱۹۵۶ء میں حکومت کی جانب سے گرو چک، پاک پتن میں زمین الاٹ ہو گئی۔ چوں کہ آپ ریلوے میں ملازم ہو گئے تھے اس لیے زمین کا انتظام آپ کے تایا زاد بھائیوں کے سپرد تھا۔ ابتدا میں آپ کی تنخواہ ۱۰۰ روپے ماہوار تھی جس میں سے ۳۰ روپے آپ والدہ کی خدمت میں بھیج دیتے جو کہ آپ کی چھوٹی بہن کے ساتھ چیچہ وطنی ہی رہایش پذیر تھیں۔

آپ کی پوسٹنگ سندھ کے علاقوں میر پور خاص، دربیلو، شہداد پور، شکار پور، دوڑ، نواب شاہ، بھریا روڈ، محراب پور اور پنجاب کے علاقے خان پور میں رہی۔ ۱۹۹۰ء میں خان پور ہی سے بطور کمرشل سپر وائزر بکنگ ریٹائر ہوئے۔

شادی/اولاد:

۱۶ مئی ۱۹۵۹ء کو آپ کی شادی سندر خان صاحب (م: ۱۵ جون ۱۹۷۱ء) کی صاحب زادی حشمت خانم سے ہوئی۔ آپ کی زوجہ تہجد گزار، صوم وصلوۃ کی پابند، اور عاشقِ رسول ﷺ تھیں۔ پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے آپ کو خاص عقیدت تھی۔ آپ کو کئی بار سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہ حالتِ بیداری وخواب زیارت ہوئی۔ آپ نہایت ملنسار خاتون تھیں ہر کسی کے دکھ درد میں شریک ہوتیں۔ غریبوں مسکینوں سے بہت محبت رکھتی تھیں اور ان کی امداد کیا کرتیں۔ آپ کا وصال ۹ راگست ۲۰۰۱ء بہ مطابق ۱۸ جمادی الاول ۱۴۲۲ھ بہ روز جمعرات ہوا۔ آپ چیچہ وطنی میں ہی باباجی کی والدہ کے پہلو میں مدفون ہیں۔

اللہ تعالی نے آپ کو چار بیٹوں اور ایک بیٹی سے نوازا جن کے نام ترتیب وار درج ذیل ہیں۔

☆ صاحب زادہ جاوید اقبال صاحب (راقم کے والد) (پ: ۱۸ مارچ ۱۹۶۰ء/ حال مقیم: چیچہ وطنی)
☆ صاحب زادہ شفیق احمد صاحب (پ: ۲۵ مارچ ۱۹۶۲ء/ حال مقیم: چیچہ وطنی)
☆ صاحب زادہ شکیل احمد صاحب (پ: ۲۴ جنوری ۱۹۶۳ء/ حال مقیم: ملتان شریف)
☆ صاحب زادہ ڈاکٹر کامران سہیل صاحب (پ: ۲۲ فروری ۱۹۷۰ء/ حال مقیم: چیچہ وطنی)

☆صاحب زادی شاذیہ سہیل صاحبہ (پ:۲۶نومبر۱۹۷۳ء)
(زوجہ:محمدانور طاہر صاحب،حال مقیم: چک ۲۵۵/ای بی بورے والا)
☆☆☆☆☆

بابِ دوم

احوالِ روحانی

☆ لڑکپن کا خاص واقعہ
☆ بیعتِ اول
☆ بیعتِ ثانی
☆ آغازِ بیعت

لڑکپن کا خاص واقعہ:

(زیارتِ رسولِ کریم ﷺ و حضرت عمر فاروق)

بابا جی بچپن ہی سے صوم و صلوۃ کے پابند تھے۔ اکثر لوگ آپ سے بخار کے تعویذ وغیرہ لے جاتے اور انھیں شفا ہو جاتی۔ آپ نویں جماعت کے طالب علم تھے جب آپ کو خواب میں رسولِ کریم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کی خواب میں زیارت ہوئی۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنا روئے انور ایک بڑے سفید رومال سے ڈھانپ رکھا تھا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے آپ کو پینے کے لیے دودھ کا پیالہ عنایت فرمایا جو کہ آپ نے پی لیا۔

بیعتِ اول:

بابا جی کی بیعتِ اول محمد عالم امیری صاحب (۱) سے تھی جن سے آپ ۱۹۸۲ء کی پہلی سہ ماہی میں بیعت ہوئے۔ ۲۶ ربیع الاول ۱۴۱۱ ہجری بہ مطابق ۱۷/ اکتوبر ۱۹۹۰ء میں خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔ لیکن ۰۹-۲۰۰۸ء میں کچھ شدید نوعیت کے اختلافات کے باعث ایسے حالات پیدا ہوئے جو کہ باہمی انقطاع پر منتج ہوئے۔

بیعتِ ثانی:

۲۹ رجب المرجب ۱۴۳۰ھ، بمطابق ۲۳ جولائی ۲۰۰۹ء بروز جمعرات آپ نے بیعتِ ثانی، بہ مقام پپلی شریف وہاڑی، صاحب زادہ صوفی منیر احمد افتخاری مدظلہ العالی (پ: ۱۹۶۹ء) سجادہ نشین درگاہِ عالیہ افتخاریہ شکوریہ، پپلی شریف وہاڑی کے دستِ اقدس پر کی (۲)۔ اسی روز آپ خلافت و اجازت سے سرفراز کیے گئے اور خواجہ کے لقب سے نوازے گئے۔ اسی روز سے لقبِ خواجہ آپ کے نامِ نامی کا مستقل حصہ بن گیا۔

آغازِ بیعت:

۱۹۹۲ء میں آپ نے بیعت لینے کا آغاز کیا۔ آپ کے سب سے پہلے مرید صوفی محمد سعید عمر رفیقی صاحب (مقیم: بورے والا) ہیں جو آپ سے مارچ ۱۹۹۲ء میں بیعت ہوئے۔ ان کے بعد بیعت ہونے والے محمد رفیق رفیقی صاحب (مقیم: چیچہ وطنی) ہیں۔ بابا جی کو کبھی بھی زیادہ سے

زیادہ مرید کرنے کا شوق نہ رہا۔ آپ نے سلسلہ عالیہ کی اشاعت بھی خاموشی کے ساتھ کی، نہ کبھی تبلیغی دورے کیے نہ اسفار۔ کبھی بھی ذاتی تشہیر کو پسند نہ فرمایا۔ اور ہمیشہ خود کو چھپا کر رکھا۔ گویا آپ کا مشرب تھا کہ فقیر کو بس خدا جانے اور وہ خدا کو۔ آپ کے مریدین اور متوسلین کی کافی تعداد چیچہ وطنی اور گردونواح کے علاوہ بورے والا، کمالیہ، فیصل آباد، لاہور اور کراچی میں موجود ہے۔

☆☆☆☆☆

حواشی

۱۔ محمد عالم امیری صاحب ۲ ستمبر ۱۹۲۸ء کو بستی رحمان تہاڑیہ (ضلع فیروز پور۔ پنجاب/بھارت) میں غلام محمد صاحب کے ہاں آرائیں برادری میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم فیروز پور سے حاصل کی۔ تقسیم ہند کے بعد لاہور تشریف لے آئے۔ ۴ر اکتوبر ۱۹۴۷ء کو فوج میں ملازمت اختیار کی اور ۱۹۵۹ء میں ریٹائر ہو گئے۔ بعد ازاں ستمبر ۱۹۶۰ء میں محکمہ تعلیم میں ملازم ہو گئے۔ اسی ملازمت کے دوران بی اے مکمل کیا۔ ۲۸ر اگست ۱۹۸۷ء کو محکمہ تعلیم سے ریٹائرمنٹ لی۔ ۱۹۵۱ء میں آپ کی شادی محترمہ اشرف بیگم مرحومہ مغفورہ سے ہوئی۔ آپ کے ۳ صاحب زادے اور ۲ صاحب زادیاں ہیں۔ ۱۹۶۰ء میں بہ مقام پیپلز کالونی، فیصل آباد خواجہ امیر الدین شاہ ہادوی شکوری (۱۹۰۵ء۔ ۲۱ جون ۱۹۶۸ء) سے بیعت ہوئے۔ ۱۹۶۴ء میں خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔ اکتوبر ۱۹۹۹ء میں آپ نے مثنوی مولانا روم کا اردو نثری ترجمہ اور شرح انوار العلوم (ناشر: خدیجہ پبلی کیشنز، لاہور) کے نام سے کیا جس کے اب تک ۱۶ ایڈیشنز شایع ہو چکے ہیں۔ آپ ۶۴ ایس، اے بلاک، الفیصل ٹاؤن، ضرار شہید روڈ، لاہور کینٹ میں رہایش پذیر ہیں۔

۲۔ چوں کہ بیعت کا مقصد وصول الی اللہ اور حصولِ نسبتِ تامہ ہوتا ہے۔ اس لیے اولیائے متاخرین کی ہمیشہ سے یہی سنت رہی ہے کہ وہ ایک سے زاید شیوخ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔ لیکن امتدادِ زمانہ کے ساتھ ساتھ ایک سے زاید شیوخ سے بیعت ہونا معیوب متصور کر لیا گیا ہے جو کہ راست نہ ہے۔ اس حوالے سے تفصیلی گفت گو بابا جی کی مکمل سوانح عمری میں کی جائے گی۔ یہاں صرف دو حوالے درج کیے جاتے ہیں۔

فتاویٰ مہریہ (مرتب مولانا فیض احمد فیض، بارِ دوم، اپریل ۱۹۷۷ء) کے صفحہ نمبر ۵۰ پر پیر مہر علی شاہ صاحبؒ کا فتویٰ درج ہے:

> "ایک شخص کئی اشخاص سے بیعتِ تبرک و فیض حاصل کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ شیخِ اول کی تحقیر و توہین نہ کرے ورنہ رجعت ہو گی۔ البتہ وہ شخص مستثنیٰ ہے جس کو

عشقِ شیخ کا جذبہء عشقیہ اور رابطہء کمال دوسری طرف نہ جانے دے۔"

سرّ دلبراں (اشاعت ستمبر ۲۰۰۵ء، الفیصل ناشران لاہور) کے صفحہ نمبر ۱۳۵ پر مولانا سید محمد ذوقی شاہؒ لکھتے ہیں کہ:

"جب شیخ کی جانب سے کسی مرید کے ساتھ مسلسل اور متواتر بے التفاتی برتی جائے اور مرید کی تربیتِ معنوی نہ ہوتی ہو۔ تو شیخ اس مرید کے حق میں مثل اس شوہر کے ہو جاتا ہے جو اپنی بیوی کو نان نفقہ نہیں دیتا۔ ایسی صورت میں بیوی کو طلاق لینے کا حق حاصل ہو جاتا ہے۔ اس طرح دوسرے شیخ کے لیے جائز ہے کہ اگر مناسب سمجھے تو اس مرید کو بیعت میں لے کر اس کی تربیتِ معنوی کی جانب متوجہ ہو۔"

حضرت صاحب زادہ صوفی منیر احمد افتخاری مدظلہ العالیہ کا باباجی کو بیعت فرمانا سیدنا خواجہ افتخار احمد رؤفی شکوری قدس اللہ سرہ العزیز (۱۹۲۴ء/۱۱ دسمبر ۱۹۹۶ء۔ ۲۹ رجب المرجب ۱۴۱۰ھ) کے روحانی حکم و بشارت کے تحت تھا جو کہ باباجی کی بیعتِ ثانی سے چار ماہ قبل دیا گیا تھا۔ اس روحانی واردات کا تفصیلی تذکرہ باباجی کی مکمل سوانح عمری میں کیا جائے گا۔

بابِ سوم

احوالِ دیگر

- ☆ حلیہ مبارک
- ☆ ان کے اندازِ کرم
- ☆ ذوقِ سماع
- ☆ پیکرِ صبر و رضا
- ☆ سفرِ حج
- ☆ پسندیدہ مناجات
- ☆ تصنیف و تالیف
- ☆ خصایص
- ☆ ارشاداتِ عالیہ

حلیہ مبارک:

آفتاب از روی او شد در حجاب
سایہ را با شد حجاب از آفتاب
دستِ ماہ و مہر بر بند رخش
ماہ بی مہرم چو بکشاید نقاب
(حافظ شیرازی)

(ترجمہ: آفتاب اس کا چہرہ دیکھ کر چھپ گیا آفتاب کے سامنے سایہ معدوم ہو جاتا ہے۔ اس کا چہرہ چاند سورج کے ہاتھ باندھ دے جب میرا چاند، جو بے مہر ہے، نقاب الٹ دے۔)

یوں تو ہر مرید کے لیے اس کا شیخ خوب صورت ہی ہوتا ہے مگر بابا جی واقعی خوب صورت اور حسین و جمیل تھے۔ آپ کا رنگ سرخ و سفید، بہت صاف اور وجیہہ و ملیح تھا۔ قد مبارک دراز، آنکھیں روشن اور چمک دار، ریش مبارک گھنی، گولائی لیے ہوئے، چمک دار سفید اور آدھے سینے تک، لبِ مبارک کے نیچے چند بال سیاہ تھے۔ گیسو مبارک کانوں کی لو تک اور سیدھے۔ عمرِ مبارک کی وجہ سے سر کے اگلے حصے پر بال کم ہو گئے تھے مگر اس سے آپ کی شخصیت مزید پر وقار ہو گئی تھی۔

آپ کی شخصیت انتہائی پرکشش اور وجیہہ تھی۔ آپ کے چہرۂ اقدس پہ ہر وقت ایک دل فریب مسکراہٹ کھیلتی رہتی تھی۔ جس محفل میں تشریف لے جاتے سب سے منفرد اور نمایاں نظر آتے۔ ہر کوئی آپ کو دیکھ کر متاثر ہو جاتا اور آپ کی وجاہت سے مرعوب ہو جاتا۔ آپ صاف ستھرا اور انتہائی نفیس لباس استعمال فرماتے۔ اکثر شلوار قمیص پہنتے۔ سفر کے لیے جانا ہوتا تو واسکٹ کے علاوہ آنکھوں پر خوب صورت چشمہ استعمال فرماتے۔ سر پر عام طور پر گھر کی بنی سفید چھوٹی چہار گوشیہ ٹوپی استعمال فرماتے۔ پاؤں مبارک میں دیسی قسم کی عمدہ قسم کی جوتی پہنتے اور سفر کے دوران بھورے رنگ کے موزے اور بوٹ استعمال فرماتے۔

ان کے اندازِ کرم:

آپ کے اندر عاجزی و انکساری بہت زیادہ تھی مگر ایک پر وقار انداز لیے ہوئے۔ آپ

نے کبھی بھی اپنے آپ کو ایک شیخ نہیں سمجھا نہ ہی آپ نے کبھی مریدین سے پیروں والا رویہ رکھا۔ تمام اہلِ سلسلہ کو آپ اپنی نسبی اولاد بلکہ ان سے بھی زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ آپ سب کے دکھ درد میں شریک ہوتے اوران کے احوال سے ہر وقت باخبر رہتے۔ جہاں شفقت و دست گیری کی ضرورت ہوتی وہاں مدد فرماتے۔ آپ نہایت شفیق و کریم تھے اور اکثر مریدین کی غلطیوں کوتاہیوں کو نظر انداز فرماتے رہتے۔

اک گناہ میرا ماں پیو ویکھے دیوے دیس نکالا
لکھ گناہ میرا مرشد ویکھے تے پردے پاون والا

(میاں محمد بخشؒ)

تاہم جب تربیت کی ضرورت ہوتی تو بہت ہی محبت بھرے انداز میں بات سمجھا دیتے۔ آپ سراپا جمال اور محبت تھے۔ شاید ہی کبھی آپ نے کسی مرید پر سختی یا غصہ کیا ہو۔ آپ ناراضی کا اظہار بھی نہایت ملائمت سے کرتے تھے بلکہ آپ کی ناراضی میں بھی شفقت ہوتی تھی۔ آپ ہر کسی سے اس کی استعداد کے مطابق گفت گو فرماتے۔ آپ کم گو تھے۔ آپ کی گفت گو انتہائی مختصر اور جامع ہوتی ۔ ہر ایک سے بہت نرمی سے گفت گو فرماتے۔ آپ کی نرم اور شفقت آمیز گفت گو لوگوں کو اپنا گرویدہ بنا لیتی۔ الغرض آپ کی شخصیت چودھویں کے چاند کی مانند تھی کہ جس کی چاندنی میں ٹھنڈک اور راحت کا احساس ہوتا ہے۔

ذوقِ سماع:

باباجی بہت اہلِ درد تھے۔ محفلِ سماع میں اکثر و بیشتر آپ پر گریہ کی کیفیت طاری رہتی۔ خصوصاً بابا بلھے شاہؒ، خواجہ غلام فریدؒ، میراں بھیکؒ، میاں محمد بخشؒ کے کلام پر آپ پہ رقت طاری ہو جاتی تھی۔ آپ قوال حضرات سے کہہ کر ان بزرگوں کے کلام سنا کرتے۔ محفل کے آداب کا سختی سے خیال رکھا کرتے کسی کو خلافِ ادب بیٹھا دیکھتے تو فوراً خود یا کسی کو کہہ کر اسے تنبیہ فرماتے۔ اکثر محافل کے آغاز سے قبل آدابِ محفل پہ خصوصی بیان دلواتے۔ اسی طرح قوال حضرات بھی کلام میں کوئی غلطی کرتے تو فوراً اس کی درستی کراتے۔ بعض دفعہ کلام میں حسبِ حال ترمیم فرماتے جس سے محفل میں انوار و کیفیات دوبالا ہو جاتیں۔ محفل کے اختتام پر قوال حضرات کو نقد رقم بہ طور انعام دینا بھی آپ کا معمول تھا۔

پیکرِ صبر و رضا:

آپ کی سیرتِ پاک کا یوں تو ہر پہلو با کمال تھا مگر آپ کی شخصیت کا سب سے روشن اور اہم پہلو آپ کا پیکرِ صبر و رضا ہونا ہے۔ ۲۰۰۸ء میں آپ کو انتہائی کٹھن حالات کا سامنا کرنا پڑا (جن کی تفصیل آپ کی مکمل سوانح عمری میں درج کی جائے گی) جب گھر سے، باہر سے غرض ہر جگہ سے آپ پر اتہام و الزامات کی بارش ہوتی رہی اور آپ کی مسلسل کردار کشی کی جاتی رہی۔ اسی دوران آپ پہ فالج کا حملہ ہو گیا جس سے آپ کی زبان میں لکنت کا مسئلہ پیدا ہو گیا اور آپ کا بات چیت کرنا انتہائی کم ہو گیا۔ اس چیز کا بھی مخالفین نے بھرپور فائدہ اٹھایا۔ اس ساری صورتِ حال میں آپ سراپا پیکرِ صبر و رضا بنے رہے۔ آپ نے کبھی بھی کوئی شکوہ نہ کیا نہ حرفِ غلط زبانِ اطہر سے نکالا۔ نیز آپ نے اپنے متعلقین اور محبین کو بھی خاموش رہنے کا درس دیا اور ہر بات کو خاموشی سے برداشت کرنے کی تلقین کی۔ ان مشکل حالات کا، جب چند ایک مخلصین کے علاوہ آپ کے سب اپنے پرائے ایک ایک کر کے آپ کو چھوڑتے چلے جا رہے تھے اور آپ کی مخالفت پر کمر بستہ ہو گئے تھے، آپ نے جس جواں مردی اور حوصلے سے سامنا کیا، نہ صرف خود بلکہ اپنے متعلقین کو بھی صبر و رضا کی تلقین کرتے رہے، یہ یقیناً آپ ہی کا خاصہ ہے۔

ے   پیکرِ صبر و رضا ، حضرت رفیق الاولیا
صاحبِ حلم و حیا ، حضرت رفیق الاولیا

سفرِ حج:

آپ نے ۲۰۰۴ء میں حج کا سفر فرمایا۔ حج کے لیے آپ کی روانگی لاہور ایئر پورٹ سے ہوئی۔ روانگی سے قبل آپ نے حضور داتا گنج بخش علی ہجویریؒ کے مزارِ اقدس پہ حاضری دی۔ اور اپنے برادرِ نسبتی محمد علی امیریؒ (۱۹۴۱ء۔ ۲۲ جون ۱۹۹۵ء) کے مزار پہ محفلِ سماع میں شرکت فرمائی۔ آپ کی واپسی بھی لاہور ایئر پورٹ پر ہوئی۔

پسندیدہ مناجات:

بابا جی کے دعا مانگنے کا انداز انتہائی دل فریب اور پرسوز تھا۔ آپ زیادہ تر اپنی دعا میں درج ذیل مخصوص مناجات پڑھا کرتے تھے۔ جو کہ آپ کے پسندیدہ تھے۔

یاَ رَسُوْلَ اللّٰہِ اُنظُرْ حَالَنَا
یاَ حَبِیبَ اللّٰہِ اِسمَع قَالَنَا
اِنَّنِی فِی بَحرِ ھَمٍّ مُّغرَقٌ
خُذْ یَدِیْ سَہِلْ لَنَا اَشْکَالَنَا

(منسوب بہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ)

خُذْ بِلُطفِکَ یَا اِلٰھی مَنْ لَّہٗ زَادٌ قَلِیل
مُفْلِسٌ بِا الصِّدْقِ یَاتِی عِنْدِ بَابِکَ یَا جَلِیلُ
ذَنْبُہٗ ذَنْبٌ عَظِیمٌ فَاغْفِرِ الذَّنْبَ الْعَظِیمُ
اِنَّہٗ شَخْصٌ غَرِیبٌ مُذْنِبٌ عِبْدٌ ذَلِیلُ
مِنْہُ عِصْیَانٌ وَ نِسْیَانٌ وَ سَھُوٌ بَعدَ سَھُوُ
مِنْکَ اِحْسَانٌ وَّ فَضْلٌ بَعدَ اِعطَاءِ الْجَزِیلُ
اَنْتَ شَافِیْ اَنْتَ کَافِیْ فِی مُھِمَّاتِ الْاَمُورُ
اَنْتَ حَسْبِیْ اَنْتَ رَبِّی اَنْتَ لِی نَعمَ الْوَکِیلُ
کَیْفَ حَالِی یَا اِلٰھی لَیْسَ لِی خَیْرُ الْعَمَلْ
سِوءِ اَعْمَالِی کَثِیْراً زَادَ طَاعَاتِی قَلِیلُ

(مناجاتِ سیدنا ابوبکر صدیقؓ)

یَا مُصْطَفیٰ یَا مُجْتَبیٰ اِرْحَمْ عَلَی عِصْیَانَنَا
مَجْبُورَۃٌ اَعمَالُنَا طَمْعاً وَّ ذَنْباً وَالظُّلَمْ
یَا رَحْمَۃً اللّٰعَالَمِیں اَنْتَ شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْنْ
اَکْرِمْ لَنَا یَوْمَ اَلحَزِیں فَضْلاً وَّ جُوْداً وَّالْکَرَمْ

(مناجاتِ سیدنا امام زین العابدینؓ)

یا رسول اللہ بدرگاہت پناہ آوردہ ام
ہمچو کاہِ عاجزم کوہِ گناہ آوردہ ام

گرچه عصیان بے عدد اما نظر بر رحمتت
آیۂ لا تقنطو از خود گواہ آوردہ ام
(کمالؒ)

پادشاہا جرمِ ما را درگزار
ما خطا کاریم تو آمرزگار
(شیخ فریدالدین عطارؒ)

کارِ ما بدکاری و شرمندگی
کارِ تو ستاری و بخشندگی
(مفتی احمد یار خاں نعیمیؒ)

ما ہمہ تشنہ لبانیم توئی آبِ حیات
لطف فرما کہ زحد می گزرد تشنہ لبی
سیدی انت حبیبی و طبیبِ قلبی
آمدہ سوئے تو قدسی پئے درماں طلبی
(جان محمد قدسیؒ)

تصنیف و تالیف:

بابا جی نے سلسلہ عالیہ کے رموز اور تعلیمات پر مشتمل ایک کتاب ''ردائے حق'' تالیف فرمائی۔ جس میں سلسلہ عالیہ کی تعلیمات کو انتہائی سہل انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ یہ کتاب بہ وجوہ آپ کی ظاہری حیات میں شایع نہ ہوسکی۔ اس پر بھی کام جاری ہے۔ کتاب کی کمپوزنگ مکمل ہوچکی ہے اور پروف ریڈنگ کا کام شروع ہے۔ ان شاءاللہ حضراتِ سلسلہ عالیہ کی توفیقات سے یہ کتاب ۲۰۲۰ء میں شایع کردی جائے گی۔

خصایص:

☆ بابا جی ہر چیز میں ترتیب اور نظم کو پسند فرماتے تھے۔ ہر چیز سلیقے اور طریقے سے رکھا کرتے۔
☆ آپ نے ہر چیز کا ریکارڈ محفوظ کر رکھا تھا۔ آپ نے ڈائری میں تمام اہم تواریخ اور اہم معلومات درج کر رکھی تھیں۔ نیز آپ نے مکمل سروس ریکارڈ، ڈگریاں، ٹی وی لائسنس، مردم

شماری کی دستاویزات، مختلف خریداری اور اخراجات کی رسیدیں الغرض ہر اہم کاغذ سنبھال کر محفوظ رکھا ہوا تھا۔ جو کہ اب راقم کی تحویل میں ہیں۔

☆ آپ اپنا کام خود اپنے ہاتھ سے کرنا پسند فرماتے۔ گھر کے کاموں میں بھی ہاتھ بٹایا کرتے۔

☆ دن کے وقت زیادہ تر وقت کتب کے مطالعے میں صرف کرتے۔

☆ ہر وقت باوضو رہتے اور سر ڈھانپ کر رکھتے۔

☆ اپنی ریش مبارک، مونچھوں اور زلفوں کی تراش خراش خود کیا کرتے۔

☆ شدید بیماری یا غشی کی کیفیت میں بھی نماز ترک نہ کرتے۔

☆ آپ باقاعدگی سے صبح کی سیر کیا کرتے۔ فالج کے باعث سیر کرنا ممکن نہیں رہا تو گھر میں ہی ہلکی پھلکی ورزشیں کرنا آپ کا معمول تھا۔

☆ اکثر شب بیدار رہا کرتے۔ آخری وقت میں تو کھانا پینا اور سونا نہ ہونے کے برابر ہو گیا تھا۔

☆ مریدین کے ہاں بہت کم تشریف لے جایا کرتے اگر تشریف لے جاتے تو ان پہ بوجھ نہ بنتے اور زیادہ اہتمام نہ فرماتے۔

☆ مریدین سے کبھی نذر و نیاز نہ لیتے صرف عرس کے موقع پر اگر کوئی لنگر میں حصہ ڈالنا چاہتا تو لے لیتے اور اس کا مکمل حساب کتاب رکھتے۔ نیز آپ نے کبھی بھی کسی کو مجبور نہ کیا کہ وہ لازمی حصہ ڈالے۔ آپ تعویذات اور دم کے لیے آنے والے مرد و خواتین سے بھی کوئی ہدیہ یا نذر نہیں لیتے تھے۔

☆ سالانہ اعراس کے انتظامات خود دیکھتے اور نگرانی فرماتے۔ تمام محافل پہ آنے والی نذر اور اخراجات کا مکمل حساب کتاب درج کیا کرتے۔ تمام محافل کا یہ ریکارڈ آج بھی محفوظ ہے۔

☆ دورانِ محفل دیگر سلاسل کے بزرگان اور خلافت یافتگان کو اپنے ساتھ نمایاں جگہ دیتے۔ بل کہ اپنے خلفاء کو بھی اپنے ساتھ بٹھایا کرتے۔

☆ محافل کے اختتام پہ ہر ایک کی فرداً فرداً خیریت دریافت کیا کرتے۔

ارشاداتِ عالیہ:

☆ ہر وقت باوضو رہنا بہت بڑی بات ہے۔

☆ زبانی جمع خرچ ترک کرو اور صاحبِ حال بننے کی کوشش کرو۔

☆ درویشی کی اصل پہچان یہ ہے کہ ہر اچھے کام کو اپنے مالک سے منسوب کرے اور برائی کو خود سے نسبت دے۔

☆ ذاتِ حق کے لیے جس قدر اخلاص ہوگا اس قدر قربِ حق حاصل ہوگا۔

☆ مریدی کیا ہے؟ اپنے گناہوں سے توبہ اور اپنے گناہوں کی عذر خواہی۔

☆ اگر کسی کی کوئی بات بری بھی لگے تو اس کا اظہار مت کرو۔ برداشت کرو۔ کسی سے نفرت مت کرو۔

☆ جن لوگوں کا کہنا ہے کہ طریقت کا درویشی کا شریعت سے کیا کام؟ اس طرح کے لوگ اپنے بھی دشمن ہیں اور لوگوں کے بھی۔

☆ شریعت ایک شمع ہے جو راستہ دکھاتی ہے اور اس کی روشنی میں اس راہ پر چل پڑنا طریقت ہے۔

☆ طریقت کی بنیاد نفس کی کدورتوں کو ختم کرنا ہے۔

☆ اس راہ میں اضطراب، احساسِ بے چارگی اور درد و سوزِ آرزومندی ہی اصل متاع تصور کی جاتی ہے۔

☆ ایک سالک کی بہتری اسی میں ہے کہ وہ کسی بھی قسم کی بحث سے گریز کرے۔ اسی میں اس کی بھلائی ہے۔

☆ سالک کو ہر حال میں پرسکون رہنا چاہیے اور غصے اور جھنجھلاہٹ کو اپنے اوپر طاری نہیں ہونے دینا چاہیے۔ مجاہدہ یہی ہے کہ اپنے غصے اور مایوسی پر قابو پالیا جائے۔

☆ شیخ کو ہر وقت اپنے ساتھ خیال کریں۔ جتنا تصورِ شیخ پختہ ہوگا اتنی ہی جلدی منازل طے ہوں گی۔ ذکر کی مداومت اور تصورِ شیخ ہی سب کچھ ہے۔

☆☆☆☆☆

بابِ چہارم

احوالِ رحلت

- ☆ سفرِ آخرت
- ☆ قطعہ تاریخِ وصال
- ☆ سجادہ نشینی
- ☆ خلفائے کرام
- ☆ درگاہِ عالیہ پہ ہونے والی محافل/اعراس

سفرِ آخرت:

۲۰۰۸ء میں باباجی کو فالج کا عارضہ لاحق ہو گیا جس کا اثر آپ کے جسم کی داہنی طرف اور زبان مبارک پر ہوا۔ شوگر، بلڈ پریشر اور ہرنیے کا عارضہ بہت پہلے سے ہی لاحق تھا۔ ان عوارض کے باعث آپ کی صحت روز بہ روز گرتی چلی گئی۔ نیز ریاضت، شب بیداری اور کم خوردنی کے اثرات بھی صحت کی کم زوری کا سبب تھے۔ وصال سے تین سے چار سال قبل آپ کی طبیعت میں بہتری آئی بلڈ پریشر اور شوگر بھی کنٹرول رہنے لگی۔ ۱۱/اکتوبر ۲۰۱۸ء بہ روز جمعرات ملتان شریف میں آپ کے خلیفۂ مجاز صوفی اسحٰق طاہر رفیقی صاحب کے ہاں محفلِ سماع کا پروگرام طے تھا۔ دن گیارہ بجے کے قریب آپ نے راقم کی والدہ، ہم شیر اور پیر بہن سے فرمایا کہ ''میری زندگی ختم ہے میرا ٹائم پورا ہو گیا'' اور مسکرا دیے۔ ظہر کی نماز کے بعد تقریباً پونے دو کے قریب آپ محفل میں جانے کی تیاری کے سلسلے میں غسل کے لیے تشریف لے گئے مگر بے ہوش ہو کر گر گئے۔ آپ کو فوراً تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال چیچہ وطنی کے ایمرجنسی وارڈ لے جایا گیا یہاں آپ تقریباً دو اڑھائی گھنٹے داخل رہے۔ بعد ازاں آپ کو سی ٹی اسکین کے لیے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز ٹیچنگ ہسپتال ساہی وال ریفر کر دیا گیا۔ آپ کو فوراً ساہی وال لے جایا گیا وہاں مغرب کے بعد سی ٹی اسکین ہوا جس سے برین ہیمرج تشخیص ہوا۔ آپ قریباً ۴ روز جنرل وارڈ میں داخل رہے اور برابر علاج ہوتا رہا۔ ان چار ایام میں آپ مکمل غنودگی کے عالم میں رہے۔ صرف پندرہ یا بیس سیکنڈ کے لیے آپ نے آنکھیں کھولی ہوں گی۔ جب کہ کلام بالکل ہی موقوف ہو چکا تھا۔ لیکن پھر بھی آپ کا جسمِ اطہر مکمل طور پر چست رہا۔ اس شدید غنودگی کے عالم میں بھی آپ اشاروں سے نماز ادا کرتے اور تسبیحات کرتے رہے جب کہ وصال سے ایک روز قبل آپ نے بیٹھ کر نماز ادا کی۔ وصال کے روز آپ کی طبیعت بہت بہتر اور پرسکون نظر آنے لگی۔ ۱۵/اکتوبر ۲۰۱۸ء۔ ۶ صفر المظفر ۱۴۴۰ھ۔ ۳۰/اسوج ۲۰۷۵ب، بہ روز پیر رات پونے دس کے قریب اچانک آپ کی طبیعت بگڑ گئی اور نو بج کر پچپن منٹ پر آپ نے دارِ فانی سے کوچ فرمایا اور واصل بہ حق ہو گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

اگلے روز، ۱۶/ اکتوبر ۲۰۱۸ء، بہ روز منگل، بعد نمازِ عصر آپ کی نمازِ جنازہ ٹینکی پلاٹ چیچہ وطنی میں ادا کی گئی۔ نمازِ جنازہ مرکزِ اہلِ سنت نور المساجد چیچہ وطنی کے امام وخطیب مفتی ظہیر احمد بابر فریدی صاحب (پ: ۱۵/ اپریل ۱۹۸۴ء) نے پڑھائی۔ بعد ازاں آپ کے فرمان کے مطابق آستانہ عالیہ (بلاک نمبر ۱۴، گلی نمبر ۴، چیچہ وطنی) میں آپ کی تدفین کی گئی۔

آپ کو غسل دینے کی سعادت قاری منصور عطاری صاحب نے حاصل کی جب کہ معاونت آپ کے صاحب زادگان اور آپ کے مریدین صوفی محمد سعید عمر رفیقی، صوفی عثمان غنی رفیقی اور راقم نے کی۔ آپ کی لحد مبارکہ عبدالقیوم صاحب اور عبدالرحمٰن رفیقی صاحب نے تیار کی۔ جب کہ تابوت احسان اشرف رفیقی صاحب نے تیار کروایا۔ آپ کے بڑے صاحب زادے جاوید اقبال افتخاری صاحب نے آپ کو لحد میں اتارا۔ جب کے دادا مرشد صاحب زادہ صوفی منیر احمد افتخاری مدظلہ العالیہ تمام عمل میں بہ نفسِ نفیس موجود رہے اور نگرانی فرماتے رہے۔

قطعہ تاریخِ وصال:

زِ ہر سو سماعت کند شورِ ماتم
کہ الحاح و زاری کند جملہ عالم

صد افسوس حضرت رفیقِ شکوری
سوئے دارِ عقبیٰ برفت از جہانم

در اخلاق و اوصاف و عالی مقامش
چہ گویم؟ نہ دانم، نہ دانم ، چہ گویم

پسِ رحلتش پیشِ درویش و خویش است
جلوسِ تکالیف و سیلِ غم و ہم

عروساؔ پئے سالِ ترحیلِ حضرت
ندا کرد ہاتف ”رفیقِ معظم“

۱۴۴۰ھ

اثر: صاحب زادہ محمد نجم الامین عروسؔ فاروقی
(مونیاں شریف۔ گجرات)

سجادہ نشینی:

باباجی نے اپنی ظاہری حیاتِ مبارکہ میں ہی مورخہ ۱۸/رجب المرجب ۱۴۳۶ ہجری بہ مطابق ۸ مئی ۲۰۱۵ء کوراقم (برہان امیر رفیقی شکوری) کو اپنا سجادہ نشین مقرر فرما دیا تھا۔ آپ کے چہلم کے موقع پر مورخہ ۲۵ نومبر ۲۰۱۸ء بروز اتوار، دادا مرشد صاحب زادہ منیر احمد افتخاری شکوری مدظلہ العالیہ نے اپنے دستِ اقدس سے راقم کی تاج پوشی فرمائی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس بندۂ ناچیز کو حضراتِ سلسلہ عالیہ کے نقشِ قدم پر چلنے، اس ذمہ داری کو سمجھنے اور نبھانے کے توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خلفائے کرام:

باباجی نے اپنی ظاہری زندگی میں آٹھ افراد کو خلافت و اجازت سے نوازا جن کے نام حسبِ ترتیب درج ذیل ہیں:

۱۔صوفی محمد سعید عمر رفیقی

(تاریخِ بیعت: مارچ ۱۹۹۲ء/عطائے خلافت: جولائی ۲۰۰۲ء/حال مقیم: صادق ٹاؤن، بورے والا)

۲۔صوفی عثمان غنی رفیقی

(تاریخِ بیعت: ۲۰۰۳ء/عطائے خلافت: ۲۰۰۷ء/حال مقیم: خالد ٹاؤن، چیچہ وطنی)

۳۔صوفی محمد عارف رفیقی

(تاریخِ بیعت ۲۰۰۰ء/عطائے خلافت: ۲۰۰۹ء/حال مقیم: مجاہد کالونی، بورے والا)

۴۔صوفی عابد علی بٹ رفیقی

(تاریخِ بیعت: ۲۰۰۱ء/عطائے خلافت: ۲۰۱۰ء/حال مقیم: بلاک نمبر ۶، چیچہ وطنی)

۵۔صوفی عبدالرؤف رفیقی

(تاریخِ بیعت: ۱۱/اپریل ۲۰۰۳ء/عطائے خلافت: ۲۰۱۰ء/حال مقیم: ڈی بلاک، بورے والا)

۶۔صوفی سید عظیم اشرف شاہ رفیقی

(تاریخِ بیعت: ۱۹۹۶ء/عطائے خلافت: ۲۰۱۱ء/حال مقیم: چک ۰۸/۱۱/ایل، چیچہ وطنی)

۷۔صوفی محمد اسحٰق طاہر رفیقی

(تاریخِ بیعت: ۱۳/مارچ ۲۰۱۰ء/عطائے خلافت: ۸ مئی ۲۰۱۵ء/حال مقیم: علی ٹاؤن، ملتان شریف)

۸۔ برہان امیر رفیقی (راقم)

(تاریخِ بیعت:۱۲جنوری ۲۰۰۷ء/ عطائے خلافت: ۸مئی ۲۰۱۵ء/ حال مقیم: درگاہِ رفیق الاولیا، چیچہ وطنی)

درگاہِ عالیہ پر ہونے والی محافل / اعراس:

☆ ہفتہ وار محفلِ ذکر و نعت و درسِ تصوف

ہر جمعۃ المبارک بہ وقتِ نمازِ مغرب تا عشا (علاوہ ماہِ رمضان)

☆ سالانہ محفلِ سماع بہ سلسلہ بڑی گیارھویں شریف ہر سال ۶ ربیع الثانی

☆ سالانہ محفلِ سماع بہ سلسلہ چھٹی شریف ہر سال ۶ رجب المرجب

☆ بابا جی سرکار کا سالانہ دو روزہ عرس مبارک ہر سال ۶، ۷ صفر المظفر

☆☆☆☆☆

بابِ پنجم

شجراتِ طیبات

- ☆ نسبتِ سہروردیہ قادریہ
- ☆ نسبتِ نقشبندیہ ابوالعلائیہ
- ☆ نسبتِ چشتیہ صابریہ

نسبتِ سہروردیہ قادریہ

رفیق الاولیاء والعارفین حضرت خواجہ محمد رفیق سہیل شاہ قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت صاحب زادہ الشاہ منیر احمد افتخاری دامت برکاتھم العالیہ

فخرِ امین العارفین حضرت خواجہ افتخار احمد شاہ، افتخار الاولیاء قدس اللہ سرہ العزیز

امین العارفین حضرت الشاہ عبد الرؤف نیؔر قدس اللہ سرہ العزیز

تاج الاولیاء حضرت الشاہ محمد عبد الشکور قدس اللہ سرہ العزیز

اسدِ جہانگیر حضرت نبی رضا شاہ معروف بہ دادا میاں قدس اللہ سرہ العزیز

فخر العارفین حضرت الشاہ محمد عبد الحئ چاٹگامی قدس اللہ سرہ العزیز

شیخ العارفین حضرت الشاہ مخلص الرحمٰن جہاں گیر قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت الشاہ امداد علی بھاگل پوری قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت الشاہ مہدی حسن فاروقی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت مخدوم حکیم مظہر حسین شاہ قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت مخدوم فرحت اللہ شاہ مخاطب بہ حسن دوست کریم چکی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت مخدوم شاہ حسن علی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت مخدوم شاہ محمد منعم پاک باز قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت میر سید خلیل الدین الحسینی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت ابوسعید دیوان جعفر محمد القطبی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت میر سید اہل اللہ معروف بہ سید مبارک الحسینی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت میر سید نظام الدین الحسینی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت میر سید تقی الدین الحسینی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت میر سید نصیر الدین محمود الحسینی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت میر سید منیر الدین محمود الحسینی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت میر سید فضل اللہ معروف بہ سید گسائیں قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت شاہ قطب الدین فاروقی بینائے دل قلندر سرانداز غوثی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت میر سید نجم الدین غوث الدہر قلندر قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت میر سید نظام الدین غزنوی قدس اللہ سرہ العزیز

شیخ الاسلام حضرت میر سید نور الدین مبارک غزنوی معروف بہ میر دہلی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین ابوحفص عمر بن محمد سہروردی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت غوث الثقلین محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت ابوسعید مبارک مخزمی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت ابوالحسن علی الہکاری قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت ابو یوسف طرطوسی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت شیخ عبدالعزیز یمنی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت الشیخ رحیم الدین عیاض قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت شیخ ابوبکر شبلی قدس اللہ سرہ العزیز

سید الطائفہ حضرت شیخ جنید بغدادی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت شیخ سری سقطی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت شیخ معروف کرخی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت سیدنا امام علی بن موسیٰ رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سید الشہداء حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مولائے کائنات حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم

سید المرسلین خاتم النبین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نسبتِ نقشبندیہ ابوالعلائیہ

رفیق الاولیاء والعارفین حضرت خواجہ محمد رفیق سہیل شاہ قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت صاحب زادہ الشاہ منیر احمد افتخاری دامت برکاتھم العالیہ

فخرِ امین العارفین حضرت خواجہ افتخار احمد شاہ، افتخار الاولیاء قدس اللہ سرہ العزیز

امین العارفین حضرت الشاہ عبدالرؤف نیّر قدس اللہ سرہ العزیز

تاج الاولیاء حضرت الشاہ محمد عبدالشکور قدس اللہ سرہ العزیز

اسدِ جہانگیر حضرت نبی رضا شاہ معروف بہ دادا میاں قدس اللہ سرہ العزیز

فخر العارفین حضرت الشاہ محمد عبدالحئ چاٹگامی قدس اللہ سرہ العزیز

شیخ العارفین حضرت الشاہ مخلص الرحمٰن جہاں گیر قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت الشاہ امداد علی بھاگل پوری قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت الشاہ مہدی حسن فاروقی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت مخدوم حکیم مظہر حسین شاہ قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت مخدوم فرحت اللہ شاہ مخاطب بہ حسن دوست کریم چکی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت مخدوم شاہ حسن علی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت مخدوم شاہ محمد منعم پاک باز قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت الشاہ میر سید اسد اللہ قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت سیدنا شاہ فرہاد دہلوی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت الشاہ دوست محمد برہان پوری قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت میر سید ابوالعلاء اکبرآبادی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت الشاہ میر عبداللہ اکبرآبادی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت خواجہ محمد یحییٰ طوسی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت الشاہ خواجہ عبدالحق قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت الشاہ خواجہ عبید اللہ احرار قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت الشاہ خواجہ یعقوب چرخی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت الشاہ خواجہ بہاء الدین نقش بند قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت الشاہ امیر کلال قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت الشاہ محمد بابا سماسی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت الشاہ خواجہ علی رامیتنی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت خواجہ محمود الخیر فغنوی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت الشاہ خواجہ عارف ریوگری قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت الشاہ خواجہ عبد الخالق غجدوانی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت شیخ ابو العلی فارمدی طوسی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت الشیخ ابو القاسم گرگانی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت خواجہ بایزید بسطامی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ

حضرت امام محمد قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ

حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالی عنہ

امیر المومنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ

سید المرسلین خاتم النبین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نسبتِ چشتیہ صابریہ

رفیق الاولیاء والعارفین حضرت خواجہ محمد رفیق سہیل شاہ قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت صاحب زادہ الشاہ منیر احمد افتخاری دامت برکاتھم العالیہ

فخرِ امین العارفین حضرت خواجہ افتخار احمد شاہ، افتخار الاولیاء قدس اللہ سرہ العزیز

امین العارفین حضرت الشاہ عبدالرؤف نیّر قدس اللہ سرہ العزیز

تاج الاولیاء حضرت الشاہ محمد عبدالشکور قدس اللہ سرہ العزیز

اسدِ جہانگیر حضرت نبی رضا شاہ معروف بہ دادا میاں قدس اللہ سرہ العزیز

فخر العارفین حضرت الشاہ محمد عبدالحیٔ چاٹگامی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت الشاہ امداد اللہ مہاجر مکی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت میاں جی شاہ نور محمد جھنجھانوی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت شاہ عبدالرحیم ولایتی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت الشاہ عبدالباری امروہی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت الشاہ عبدالہادی امروہی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت الشاہ عضدالدین قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت سیدنا شاہ محمد مکی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت سیدنا شاہ محمدی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت سیدنا شیخ محبّ اللہ الہٰ آبادی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت سیدنا شیخ ابوسعید گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت سیدنا نظام الدین بلخی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت سیدنا شیخ جلال الدین تھانسیری قدس اللہ سرہ العزیز

قطب العالم حضرت سیدنا عبدالقدوس گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت سیدنا شیخ محمد بن عارف ردولوی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت سیدنا شیخ عارف احمد ردولوی قدس اللہ سرہ العزیز

قطب الاقطاب حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت الشیخ جلال الدین کبیر الاولیاء قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت الشیخ شمس الدین ترک پانی پتی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت بابا فرید الدین مسعود شکر گنج قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت خواجہ معین الدین حسن سجزی اجمیری قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت سیدنا خواجہ عثمان ہرونی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت سیدنا خواجہ قطب الدین مودود چشتی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت سیدنا خواجہ ابو یوسف چشتی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت سیدنا خواجہ ابو محمد چشتی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت سیدنا خواجہ ابو احمد ابدال چشتی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت سیدنا خواجہ ابو اسحٰق شامی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت سیدنا خواجہ ممشاد دینوری قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت سیدنا خواجہ امین الدین ابو ہبیرہ بصری قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت سیدنا خواجہ حذیفہ مرعشی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت سیدنا خواجہ سلطان ابراہیم بن ادھم بلخی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت سیدنا خواجہ فضیل بن عیاض قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت سیدنا خواجہ عبد الواحد بن زید قدس اللہ سرہ العزیز

امام العارفین حضرت سیدنا خواجہ حسن بصری قدس اللہ سرہ العزیز

مولائے کائنات حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم

سید المرسلین خاتم النبین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

☆☆☆☆☆

حضرت خواجہ محمد رفیق سہیل شاہ قدس اللہ سرہٗ العزیز